صوفیاء کی شطحات: مطالعاتی جائزہ

Unusual Assetions of *Sufiya*: A Review Study

Dr.Abdul Wahab Jan Al-Azhari
Assistant Professor, Department of Aqeedah & Philosophy,
Faculty of Usuluddin (International Islamic university Islamabad)
E-mail: abdulwahab.jan@iiu.edu.pk

Abstract

When the saints of Allah attain progress in their ranks, some of them become silent over some revelations, and some do not bear the observation of these (spiritual) manifestations, which results in the utterance of unusual assertions. The words that come out from the tongue of the saints in such a state of spiritual annihilation and intoxication is called *Shatah* (sing. of *shatahāt*) in the language of Sufism. Some saints call this as the state of intoxication (*sukr*). At the time of the utterances of these words, Sufis generally do not observe the norms of *Shari'ah* which makes these utterances as non-*Shari'ah* claims. However, inwardly they point to a secret which is not understandable to everyone. It is this reason that the people of sharia issue verdicts against such claims. This article deals with these shatahāt in a critical way.

Key words: *Shatahāt, Sufiya, Shari'ah, Tariqah.*

خلاصہ

اولیاء اللہ جب اپنے درجات میں ترقی پاتے ہیں بعض تجلّیات کے وارد ہونے پر سکوت اختیار کرتے ہیں اور بعض ان تجلیات کا مشاہدہ ضبط نہیں کر پاتے اور زبان پر "سبحانی ما اعظم شانی" یعنی: " میں پاک ہوں اور میری شان کتنی بلند ہے۔" یا "لیس فی جبّتی سِوَی اللّٰہ" یعنی: " میرے جبہ میں اللہ کے سوا کچھ نہیں۔" جیسی تعبیرات جارے کر دیتے ہیں۔ فنا و مستی کی اس حالت میں مغلوب الحال صوفیاء کی زبان سے اس طرح کا جو کلام بیان ہوتا ہے اسے تصوف کی اصطلاح میں " شطح" کہتے ہیں جس کی جمع شطحات ہے۔ بعض بزرگ اس حالت کو حالتِ سُکر کا نام بھی دیتے ہیں۔ شطحات کے صدور کے وقت صوفیاء عام طور پر آدابِ شریعت کا لحاظ نہیں رکھ پاتے جس کی وجہ سے یہ کلمات غیر شرعی دعوؤں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ مگر باطنی طور پر یہ کسی سِرّ(راز) کی

جانب اشارہ ہوتے ہیں جسے ہر شخص سمجھنے سے قاصر ہوتا ہے اور اسی وجہ سے اہلِ شریعت کے حلقوں میں شطحات پر کئی فتوے صادر کیے جاتے ہیں۔اس مقالے میں ان شطحات کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔

کلیدی کلمات: شطحات، صوفیاء، شریعت، طریقت۔

لفظ شطح کی لغوی اور اصطلاحی تحقیق

لفظ شطحات شطح کی جمع ہے، لغت عرب میں شطح کا معنٰی حرکت ہے جیسے کہا جاتا ہے شَطَحَ یَشْطَحُ یعنی حرکت کرنا۔ آٹے کے گودام کو "مشطاح" کہتے ہیں۔ جیساکہ کسی شاعر نے کہا ہے۔

قف بشط الفرات مشرعة الخيل		قبيل الطريق بالمشطاح

بالطواحين من حجارة بطريق		بدير الغزلان دير الملاح

واذا لاح بالمسّناة ظبى		قد كساه الاشراق ضوء الصباح

فاقر ذاک الغزال منّى سلاماً		كل صاح صالح الفلاح

ترجمہ: "فرات کے کنارے گھوڑوں کے گھاٹ، آٹے کے گودام کی طرف جانے والے رستے سے کچھ پہلے، پادری کی قبر کے نزدیک آٹے کی چکیوں اور ہرنیوں کی خانقاہ جو کہ حسیناؤں کی خانقاہ ہے اُس کے پاس ٹھہر جا۔اور جب پانی کے بند کے پاس کوئی ہرنی جس کے حسن نے صبح کی روشنی کی طرح چادر اوڑھ رکھی ہو ظاہر ہو جائے تو اس کو میرا سلام کہنا جب بھی کوئی بھلائی کی جانب پکارے۔"[1]

آٹے کے گودام کو مشطاح اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں آٹے کو چھاننے کے لئے کثرت سے ہلاتے رہتے ہیں اور بعض اوقات آٹا چھانتے وقت پہلوؤں سے گر بھی جاتا ہے۔ لٰہذا لفظ شطح حرکت سے ماخوذ ہے۔ کیونکہ شطح واجدین کے قوی وجد کی حالت میں ان کے اسرار کی حرکت کے نتیجہ میں صادر ہونے والے اس کلام کو کہتے ہیں جو سننے والے کو بظاہر عجیب سا لگتا ہے۔ اور شطح میں بیان کی گئی بات کا انکار کرنے والا یا اس پر اعتراض کرنے والا مفتون و ہلاکت میں پڑنے والا ہے، اور جو اسے سنے تو وہ کسی ایسے شخص سے رجوع کرے جو اس کا علم رکھتا ہو۔ اس طرح کہ وہ انکار اور اس پر بحث کرنے کو ہی ختم کر دے تو ایسا شخص بلاشبہ نجات پانے والا اور صالح ہے۔

جبکہ سراج الدین الطّوسی کہتے ہیں:

"اور شطح کی کیفیت تو ایسی ہوتی ہے جیساکہ کسی تنگ نہر میں جب پانی چھوڑ دیا جائے تو پانی اس کے کناروں سے باہر نکل پڑے تو ایسے میں کہا جاتا ہے شَطَحَ المَاءُ فِي النَهُر ۔اسی طرح ایک مبتدی صوفی جو بحالتِ وجد اپنے وجد کو اس قدر قوی پاتا ہے کہ وہ اپنے قلب پر وارد ہونے والے انوارِ حقائق کے غلبہ کا متحمل نہیں ہو سکتا یہ

انوار اس کی زبان پر پھیل جاتے ہیں اور وہ ان کے بارے میں ایسی عجیب و غریب پیچیدہ گفتگو کرتا ہے کہ سننے والے کی سمجھ سے بالا ہوتی ہے۔ ہاں وہ لوگ اسے سمجھتے ہیں جو اس کا علم رکھتے ہیں۔ اس لیے ایسا کلام اہل اصطلاح کے ہاں شطح کہلایا جانے لگا۔[2]

جرجانی نے شطح کی تعریف کچھ یوں کی ہے: " الشطح عبارة عن كلمة عليها رائحة رعونة و دعوى تصدر من اهل المعرفة باضطرار و اضطراب، و هو زلات المحققين، فانه دعوى حق يفصح بها العارف لكن من غير اذن الهى "[3] ترجمہ: " یہ عبارت ہے ایسی اصطلاح کی جس سے ناپسندیدگی کی بو آتی ہو، اور یہ ایک ایسے دعوی کا نام ہے جو اہل معرفت سے حالتِ اضطراب اور اضطراری کیفیت میں صادر ہوتا ہے۔ یہ محققین حضرات کی لغرش ہے جن کا یہ دعوی ہے کہ اس سے حقائق تک رسائی حاصل ہوتی ہے، اگرچہ کوئی شرعی حکم نہ ہو۔ " تو شطح سے مراد وہ عجیب و غریب عبارات ہیں جو صوفیاء کرام سے وجد و مستی کی انتہائی کیفیت میں صادر ہوتی ہیں۔

شطحات کی شرائط

شطح کی مندرجہ بالا تحقیق سے شطح کی چند شروط مستنبط کئے گئے ہیں:

1- شدۃالوجد سے مراد حرکت، بے چینی اور اضطراب ہے۔ اگر اس میں عجیب و غریب الفاظ نکلے تو شطح کہلائے گا۔ اور اگر عدم وجد میں نکلے تو اس کو شطح نہیں کہلائے گا بلکہ وہ کفر کے زیادہ قریب ہوگا۔

2- جس شخص سے یہ کلمات صادر ہوتے ہوں وہ حالت سُکر میں ہو۔ اور سکر کے معنی " عقل کا موجود نہ ہونا "۔

3- یہ کہ وہ اندر سے ہاتف غیبی سن رہا ہو، اور اپنی زبان پر اس غیبی ندا کو دہراتا ہو۔ اور اگر اس نے نہیں سنی ہو تو اس کی یہ باتیں جھوٹ کی بدترین قسم ہوگی۔

4- یہ سب کچھ حضرت صوفی سے غیر شعوری طور پر صادر ہوتے ہوں۔

شیخ عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں کہ: اگر یہ کلمات صوفی سے حالت صحو میں ادا ہو جائے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے اور اگر بے ہوشی میں نکلے تو اس پر کوئی حکم نہیں لگ سکتا۔[4] جبکہ شطح کی ذاتی خصوصیت یہ ہو کہ صوفی ضمیر متکلم کا صیغہ استعمال کرتا ہو، اس شطح کا ظاہر عجیب و غریب ہو جبکہ باطنی طور پر صحیح ہو، جیسا کہ سراج الدین الطوسی نے لکھا ہے: (ظاهرها مستشنع و باطنها مستقيم)[5]

صوفیاء کے مشہور شطحات

شیخ بایزید بسطامی طیفور بن عیسی۔ (ت261ھ) کی شطحات

شیخ بسطامی کی مشہور شطح "سبحانی سبحانی ما اعظم شانی" کے علاوہ چند دیگر شطحات بھی ذکر کرتا ہوں:

1) شیخ بایزید بسطامی کہتے ہیں "”میں اس خدا کی تلاش میں خانہ کعبہ کا طواف کرتا تھا۔ وصال ہوا تو دیکھا کہ کعبہ میرا طواف کر رہا ہے“۔[6]

2) فناء کی کیفیت کا اندازہ کرنے کے لئے ان کا یہ شطح مشہور ہے:

3) ”میں نے پہلی دفعہ حج کیا تو کعبہ کو دیکھا۔ دوسری بار حج کیا تو صاحب کعبہ کو دیکھا۔ تیسری مرتبہ حج کیا تو نہ کعبہ کو دیکھا نہ صاحب کو۔[7]

4) اپنے روحانی عروج اور سربلندی کے متعلق ایک مرتبہ شیخ بایزید بسطامی کی زبان سے یہ الفاظ نکلے: "اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک دفعہ اٹھا کر اپنے سامنے کیا اور کہا اے بایزید! میری مخلوق تجھے دیکھنا چاہتی ہے۔ میں نے کہا مجھے اپنی وحدانیت سے سجادے اپنی ”انا“ کا لباس پہنا، اپنی احدیت کی طرف اٹھا، یہاں تک کہ جب آپ کی مخلوق مجھے دیکھے تو کہے کیا ہم نے تجھے (خدا) دیکھا اس وقت وہ آپ ہی ہونگے میں نہیں ہوں گا۔"[8]

5) آیت قرآنی: اِنّ بَطش رَبّکَ لَشَدید۔ یعنی تحقیق پکڑ تیرے رب کی البتہ شدید ہے۔ پڑھی گئی، تو بایزید بسطامی بول اٹھے: اِنَّ بطشِی اَشَدّ (یعنی تحقیق میری پکڑ شدید تر ہے)۔

ابوالحسین احمد بن نوری (ت295ھ) کی شطحات

ابوالحسین نوری سے بھی شطحات منقول ہیں:

اِ) کسی کو آپ نے نماز میں داڑھی سے شغل کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ اپنا ہاتھ خدا کی داڑھی سے دور رکھو۔[9] کہتے ہیں: میں اللہ سے عشق کرتا ہوں اور وہ مجھ سے عشق کرتا ہے۔[10]

ب) ایک دفعہ انہوں نے موذن کو اذان دیتے ہوئے سنا تو کہا: طعنه و شم الموت اور کتے کو بھونکتے ہوئے سنا تو کہا: لبیک و سعدیک۔[11]

ابو حمزہ ابراہیم بن عیسی بغدادی (ت289ھ) کی شطحات

ابو حمزہ ایک مرتبہ حارث المحاسبی کے گھر میں تھے کہ چھت پر سے مرغ نے بانگ دی۔ بانگ سن کر شیخ ابو حمزہ نے کہا لبیک (میں حاضر ہوں) اس پر حارث المحاسبی نے ان سے کہا کہ اگر تم اس سے توبہ نہیں کرتے ہو تو میں تمہیں قتل کروں گا۔[12]

شیخ جنید بغدادی (ت299ھ) کی شطحات

شیخ جنید بغدادی ایک دفعہ اپنے ایک مرید کے ساتھ کہیں جا رہے تھے کہ راستہ میں کتا بھونکا شیخ نے کہا لبیک لبیک (میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں)۔[13] اسی طرح اس کا ایک مشہور شطح: لیس فی جبّتی سِوَی اللہ۔

ترجمہ: "میرے جبہ میں اللہ کے سوا کچھ نہیں۔"[14]

شیخ ابو بکر شبلی (ت 326ھ) کی شطحات

شبلی صاحب کہتے ہیں کہ: لو خطر ببالی انّ الجحیم نیرانہا و سعیرھا تحرق منی شعرۃ لکنت مشرکا"

اگر میرے دل میں یہ خیال بھی گزرا ہوتا کہ جہنم اپنی آگ سے میرے جسم کے ایک بال کو جلا ڈالے گی تو میں مشرک ہوتا۔[15]

شطحات کی تأویلات

تصوف کے علماء نے اپنے مشائخ کے شطحات کی تأویلیں پیش کرنے کی کوشش کی ہیں جس میں سے چند کا ذیل سطور میں ذکر کیا جاتا ہے:

شیخ علی الہروی

صوفیاء کے شطحات کا عمومی طور پر دفاع کرکے لکھتے کہ: "اللہ تعالی کا ارشاد "لمن الملك اليوم" کی تأویل میں کہتے ہیں کہ ملک سے مراد "سالک کا دل ہے"۔ جب اللہ تعالیٰ اس دل میں احدیت کے غلبہ سے تجلّی فرماتے ہیں تو اس میں اللہ تعالی کی ذات کے علاوہ کسی اور چیز کی گنجائش نہیں رہتی، پھر اس دل کو مخاطب کرکے منادی لگاتے ہیں کہ "لمن الملك اليوم" اگر اس بادشاہی میں اللہ کے سوا کوئی اور نہ ہو کہ اس کا جواب دے تو خود اللہ ہی اس کا جواب دے دیتا ہے "الله الواحد القهّار" اور یہی آواز سنی جاتی ہے کہ "سبحانی ما اعظم شانی" اور "انا الحق"۔[16]

شیخ بایزید بسطامی کی شطحات کی تأویلات

ا) "اِنّ بَطشَ رَبّكَ لَشَدِيد" کے مقابلے میں شیخ کا یہ بولنا کہ "اِنَّ بطشِی اَشَدّ" یعنی تحقیق میری پکڑ شدید تر ہے۔ بظاہر ایک گستاخانہ کلمہ معلوم ہوتا ہے اور ہر شخص کی سمجھ میں نہیں آسکتا مگر کسی قدر تامل کے بعد ایک سمجھ دار شخص کو اس فقرہ سے متعدد باریکیوں کی جانب رہنمائی ہوتی ہے اور وہ اسے گستاخانہ کلمہ قرار نہیں دیتا۔ ان باریکیوں میں سے چند درج ذیل ہیں۔

اوّل: حق تعالیٰ کی پکڑ اگرچہ شدید ہے مگر اپنی ہی ملکیت میں تصرف ہے۔ لہٰذا یہ پکڑ عدل کے خلاف نہیں جبکہ ولی کی طرف سے پکڑ ظلم ہے کیونکہ بندہ ہونے کی حثیت سے اس کو ملک خدا میں تصرف کا کوئی حق حاصل

نہیں۔ شریعت نے بندگانِ الٰہی کے باہمی تعلقات کے متعلق جو حدود قائم کر دیئے ہیں۔ ان پر تجاوز ظلم و زیادتی ہے۔ لہٰذا ولی کی گرفت خدا کی گرفت سے اشد ہوئی۔

دوئم: حق تعالیٰ کی گرفت میں مہلت دی جاتی ہے اور توبہ و استغفار کا موقعہ عطا فرمایا جاتا ہے مگر ولی کی پکڑ غلبہ حال میں فی الفور عمل میں آجاتی ہے اور سنبھلنے کا موقع تک نہیں ملتا۔

سوئم: معرفت کے رنگ میں یہ نکتہ بھی قابلِ غور ہے کہ بطش عبارت ہے قبض و تصرف سے اور بندہ چونکہ خود تصرفِ حق کے تحت ہے۔ بندہ کا بطش حقیقۃً خدا کا بطش ہے اور خدا چونکہ اپنے مقبول بندہ کا کہنا مانتا ہے اور اس کی دعا قبول فرماتا ہے اس لیے خدا کا بطش دراصل اس بندہ کا فعل ہے جس کی دعا سے خدا نے یہ قبض و تصرف فرمایا۔ اس لحاظ سے جو کہ بظاہر ولی کی پکڑ ہے وہ حقیقۃً خدا کا فعل ہے جو زیادہ قوی ہے یہ نسبت اس فعل کے جو کہ دراصل بندہ کا فعل ہے مگر خدا کے فعل کے نام سے موسوم ہے۔[17]

ب) ابویزید کی دوسری شطح کی تاؤیل

" اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک دفعہ اٹھا کر اپنے سامنے کیا اور کہا اے بایزید! میری مخلوق تجھے دیکھنا چاہتی ہے۔ میں نے کہا مجھے اپنی وحدانیت سے سجادے اپنی 'انا' کا لباس پہنا، اپنی احدیت کی طرف اٹھا، یہاں تک کہ جب آپ کی مخلوق مجھے دیکھے تو کہے کیا ہم نے تجھے (خدا) دیکھا اس وقت وہ آپ ہی ہونگے میں نہیں ہوں گا۔"[18] شیخ ابو نصر سراج طوسی اس شطح کی تاؤیل کرتے ہیں کہ: "ابویزید کا قول "اللہ نے اوپر لے جا کر مجھے اپنے سامنے کیا" سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے مجھے مشاہدہ کرایا اور میرے دل کو اس مشاہدے کے لئے حاضر فرمایا کیونکہ تمام خلق اللہ کے سامنے ہے ان پر ایک سانس یا ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گزرتا کہ جس میں وہ تمام ایک دوسرے سے مشاہدے کے اعتبار سے مختلف نہ ہوں۔

اور اس کا یہ کہنا کہ "مجھے اپنی وحدانیت سے سجادے اپنی 'انا' کا لباس پہنا، اپنی احدیت کی طرف اٹھا" سے مراد ابویزید کا اپنے حال سے تجریدِ توحید اور حقیقتِ تفرید کے آخری مقام کو پانے والوں کے احوال کی جانب منتقل ہونا ہے۔ اور اس کا یہ کہنا کہ "جب آپ کی مخلوق مجھے دیکھے تو کہے کیا ہم نے تجھے (خدا) دیکھا اس وقت وہ آپ ہی ہونگے میں نہیں ہوں گا" اس کا مطلب یہ ہے کہ ابویزید فنا ہو جائے اور پھر وہ اپنی فنا سے بھی فنا ہو جائے، اس کا اشارہ اس حدیث کی طرف ہے کہ "میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔"[19]

ابوبکر شبلی کی شطح کی تاؑویل

" اگر میرے دل میں یہ خیال بھی گزرا ہوتا کہ جہنم اپنی آگ سے میرے جسم کے ایک بال کو جلا ڈالے گی تو میں مشرک ہوتا۔ ابوبکر شبلی علیہ الرحمۃ نے درست کہا ہے اس وجہ سے کہ جہنم کو جلانے کی حیثیت حاصل ہے بلکہ وہ خود اللہ تعالیٰ کے تابع ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ اہل دوزخ کو ان کے لئے مقررہ مقدار کے مطابق ہی جلانے کا عذاب دیا جاتا ہے۔"[20]

ابوالحسین احمد بن نوری کی شطح کی تاؑویل

کسی کو آپ نے نماز میں داڑھی سے شغل کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ اپنا ہاتھ خدا کی داڑھی سے دور رکھو۔ یہ کلمہ سن کر لوگوں نے خلیفہ وقت سے شکایت کی کہ یہ کلمہ کفر ہے اور جب خلیفہ نے اس سے سوال کیا تو فرمایا کہ جب بندہ خود خدا کی ملکیت ہے تو اس کی داڑھی بھی خدائی ملک ہے یہ جواب سن کر خلیفہ نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ میں نے آپ کو قتل نہیں کیا۔[21]

شیخ جنید بغدادی کی شطح کی تاؑویل

شیخ جنید بغدادی کی شطح کی تاویل ان کے مرید کے سوال سے سامنے آجاتی ہے جس نے شیخ سے کتے کے بھونکنے پر لبیک کہنے کے بارے میں شیخ سے پوچھا کہ حضرت یہ کیا ہے؟ تو شیخ نے جواب دیا: قوت و دبدبہ قہر الٰہی کا نظر آیا، آواز قدرت الٰہی کی سنی۔ کتے کو درمیان میں نہیں دیکھا۔ اس لیے لبیک کہنا ناگزیر تھا۔[22]

<u>شطحات کی تائید میں اہل علم کے دلائل:</u>

شیخ جنید بغدادی کا مؤقف:

شیخ جنید بغدادی سے جب بایزید بسطامی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا وہ شخص جلال کے مشاہدہ میں فنا ہوا ہے وہ اسی چیز کو بولتا ہے جس میں اس نے خود کو فنا کیا ہوا ہے۔ پس حق نے اسے اپنے آپ کو دیکھنے سے دور کیا وہ حق کے ماسوا نہیں دیکھتا اس لیے اس نے اسی کا نطق کیا ہے۔[23]

شیخ جنید فرماتے ہیں میں نے یہ دیکھا کہ ابویزید بسطامی کے کلام کا مقصد و منتھٰی بہت دور ہوتا ہے یعنی ان کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں اسے بہت کم کوئی سمجھ سکتا ہے صرف وہی شخص ان کے کلام سے پورا مفہوم اخذ کر سکتا ہے جو اس کے معانی کو جانتا ہو۔ اور اگر کوئی اس صلاحیت سے عاری ہو تو اس نے جو کچھ سنا اور سمجھا وہ قابل قبول نہیں۔[24]

امام غزالی کا موٴقف

امام غزالی نے شطحات کی تاویلات کی کوشش کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ :

۱) حلول اور اتحاد کی باتیں بالکل غلط اور باطل ہیں، لیکن حق اور عالم ارواح اور عالم ملایئک وغیرہ کے مشاہدہ کی تصدیق کی جاسکتی ہے۔

۲) عارف باللہ کی شطحات توحید میں استغراق اور مبالغہ کا نتیجہ ہوتا ہے، یعنیٰ سبحانی سبحانی ماا عظم شانیٰ کی صدا یہ ایک فرق کے لئے ہے کہ جب یہ کہاجائے کہ سبحان اللہ تو یہ شریک کی نفی ہے، اور کسی چیز کی نفی اس وقت ہوتی ہے جب اس کے وجود کا احتمال ہو، یہاں شرک کا احتمال تھا اس لئے شرک کی نفی کی جاتی ہے، لیکن موحدین توحید کے اعلی مقام پر پہنچنے سے اس سے برآت کو بھی بے ادبی سمجھتے ہیں۔ جس طرح فلاسفہ باری تعالی کے بارے میں موجود کا لفظ نہیں کہتے کیونکہ پھر یہ تمام موجودات کے جنس کے زمرے میں آجاتا ہے۔[25]

۳) امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

عارفوں کے آسمانِ حقیقت پر پہنچنے کے بعد اس امر پر اتفاق کر لیا ہے کہ انہوں نے تنہا حق تعالیٰ کا ہی وجود دیکھا ہے لیکن ان میں بعض کے لئے یہ حالت عرفانِ علمی کی ہے۔ اور بعض کے لئے یہ کیفیت ذوقی اور حالی ہے۔ ان کے سامنے سے کثرت کلی طور پر غائب ہو جاتی ہے اور وہ فردانیت محض میں مستغرق ہو جاتے ہیں۔ ان کی عقلیں گم ہو جاتی ہیں اور وہ مبہوت ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اس حال میں نہ تو غیر اللہ کے خیال کی گنجائش ہے اور نہ اپنے نفس کی پرواہ۔ ان کے سامنے صرف اللہ باقی رہتا ہے وہ سکر میں مست ہو جاتے ہیں اور پاسبان عقل رخصت ہو جاتا ہے۔ پس ان میں سے کوئی انا الحق بولتا ہے، کوئی سبحانی ماا عظم شانی کہتا ہے۔ اور کسی کی زبان سے لیس فی جبتی سوی اللہ کے الفاظ نکلتے ہیں۔ عاشقوں کا یہ کلام جو حالت سکر میں ان کی زبانوں سے صادر ہوتا ہے بیان نہیں کیا جاتا ہے۔ بلکہ اس کو تہہ کرکے لپیٹا جاتا ہے۔ پھر ان کا سکر جب کم ہو جاتا ہے اور پاسبانِ عقل لوٹ آتا ہے تو ان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ اتحاد نہیں بلکہ اتحاد سے مشابہ کوئی بات تھی۔[26]

۴) ابوالقاسم عبدالکریم ہوازن القشیری کا موٴقف

امام قشیری کہتے ہیں کہ شطح اھل نہایۃ کے سِرّ سے ایک خطاب ہوتا ہے صاحبِ سرّ کو اس بات میں قطعاً شک و شبہ نہیں ہوتا کہ یہ خطاب اللہ کی طرف سے ہے۔ امام قشیری کے بقول یہ خطاب لطف و مہربانی اور مناجات کی صورت میں ہوتا ہے اور اس میں بندے کا کوئی دخل نہیں ہوتا بلکہ اس کو یہ محسوس ہوتا ہے جیسے وہ سو رہا ہے۔ امام موصوف اس حالت کو جمع الجمع سے تعبیر کرتے ہیں اور شطحات کے صدور میں صوفی کو معذور مانتے ہیں۔[27]

۵) ابن خلدون کا مؤقف

یہ حضرات حواس کھو بیٹھے ہوتے ہیں اس لئے جو باتیں ان سے اسی حالت میں نکل جاتے ہیں وہ ارادتاً نہیں ہوتیں اس لئے یہ غیر مکلّف، مجبور اور معذور ہوتے ہیں۔[28]

۶) شیخ محمود شبستری (648ھ۔۔720ھ) کا مؤقف

شیخ صاحب کہتے ہیں، موسیٰ علیہ السلام نے درخت سے آواز سنی تھے ''اے موسیٰؑ میں ہی اللہ ہوں تمام عالم کا پروردگار'' اور یہ واقعہ قرآن مجید کی سورت القصص کی آیت نمبر ۳۰ میں بیان ہوا ہے۔ حالانکہ یہ کلام درخت کا نہیں تھا بلکہ رب العالمین کا تھا۔ اگرچہ سنا درخت سے گیا۔ لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ انسانی گلے سے جو درخت سے زیادہ شرافت رکھتا ہے کلام فرمائے اور لوگوں کو ان کے منہ سے وہ آواز سنائی دے تو اس میں کیا تعجب ہے۔ ان بزرگوں کا کہا ہوا اللہ تعالیٰ کا فرمایا ہوا ہے، اس ظاہری متکلم یعنی بزرگ نے خود کو فنا کرکے اس متکلم حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کے کہلانے سے وہ بات کہی اس میں نفس کے فریب کو یا ان کی خودی کو ہرگز دخل نہیں ہے۔ جبکہ فرعون کا ''انا ربکم الاعلیٰ'' (میں تمہارا بڑا پروردگار ہوں) کہنا اپنی خودی سے تھا اس لیے فرعون مردود ہوا جبکہ اولیاء مقبول ہوئے کیونکہ اولیاء کا کلام اپنی ہستی کو فنا کرنے کے بعد صادر ہوا۔[29]

۷) شیخ حیدر الآملی

جس طرح آگ کی خصوصیات میں روشنی، جلن اور گرمی وغیرہ ہوتی ہے اسی طرح اس کے برعکس کوئلہ میں تاریکی، کدورت اور عدم حرارت کی صفات ہوتی ہیں۔ لیکن جب کوئلے کو آگ کے قریب کر دیا جاتا ہے تو آہستہ آہستہ اس کے اندر وہی آگ والی صفات پیدا ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ وہ آگ بن جاتا ہے۔ تو کیا اس کوئلہ کے لئے یہ کہنا جائز نہ ہوگا کہ وہ کہے کہ میں ''آگ'' ہوں!! جس طرح ایک عارف نے کہا تھا ''انا الحق''۔[30]

مختلف صوفیاء کی آراء

علماء تصوف خواتینِ مصر کے واقعہ سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ جس وقت خواتینِ مصر نے زلیخا کو ملامت کی اور کہنے لگیں کہ زلیخا اپنے غلام پر فریفتہ ہو کر گمراہ ہو گئی ہے تو زلیخا نے انہیں دعوت میں بلایا وہ آئیں تو ان کے ہاتھوں میں چاقو پھل کاٹنے کے لئے دیے۔ اسی اثناء میں حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے سامنے لائیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال دیکھ کر یہ عورتیں اس قدر مبہوت ہو گئیں کہ بدحواسی میں میوہ کے بجائے اپنی انگلیاں کاٹ دیں۔ صوفیاء کہتے ہیں ہ جمالِ یوسفی سے انسان خود فرمواشی کے ایسے مقام پر پہنچ سکتا ہے تو جمال حقیقی کا مشاہدہ کرنے والے کا کیا حال ہوگا؟[31]

اسلام نے ہر اس حال کو ناقابل اعتبار قرار دیا ہے جس میں انسان کی عقل رخصت ہو جائے کیونکہ انسان کی عقل رخصت ہونے کے بعد اس کے منہ سے وہ الفاظ نکلتے ہیں۔ جن کے مفہوم سے وہ خود بھی واقف نہیں ہوتا یہ حال فرطِ مسرت کے نتیجہ میں بھی پیدا ہوتا ہے۔ایک حدیث جو براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کے توبہ کرنے پر اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی چٹیل میدان میں پہنچ کہ قیام کرے اور سو کر جب اٹھے تو اپنی سواری کا اونٹ نہ پائے اور نہایت پریشان ہو۔ یہاں تک کہ تلاش کرنے کے بعد مایوس ہو کر مرنے کے لئے آمادہ ہو کر اپنی جگہ پر آکر لیٹے اور اس کی انکھ لگ جائے پھر اچانک آنکھ کھلنے کے بعد دیکھتا ہے کہ اس کی سواری کا جانور اس کے پاس کھڑا ہے اور اس پر خوردونوش کا سامان موجود ہے۔ پس اس کے منہ سے: اللّھم انت عبدی وانا ربک یعنی: "اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں" کے الفاظ نکلے فرط مسرت سے، اس سے خطا ہوئی۔[32]

اس طرح غصہ بھی وہ حال ہے کہ جس کے اندر انسان کی عقل ٹھکانے نہیں رہتی۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے: "لایحکم احد بین اثنین وھو غضبان" یعنی کوئی انسان اس وقت دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ نہ کرے جب وہ غصہ میں ہو۔[33] لہٰذا جب مذکورہ احوال کے اندر انسان کی عقل ٹھکانے نہیں رہتی تو ان پر شریعت کا کوئی حکم جاری نہیں ہوتا ہے۔ تو صوفیاء کے اوپر بھی حالت سکر میں کوئی حکم جاری نہیں ہوگا۔[34]

۹) عزالدین المقدسی

اباحت دمی اذ باح قلبی بحبھا	وحل لھا فی حکمھا ما استحلت
وما کنت ممن یظھر السرّ انما	عروس ھواھا فی ضمیری تجلّت
فالقت علی سری اشعة نورھا	فلاحت لجلاسی قضایا طویتی
سقونی و قالوا لا تغن ولو س	قوا جبال حنین ما سقونی لغنت[35]

اور شبلی کہتے ہیں کہ "کنت انا و الحلاّج شیئا واحدا الاّ انه أظھر وأنا کتمت" یعنی: "میرے اور حلاج کا معاملہ ایک جیسا ہے لیکن اس نے اظہار کیا اور میں نے چھپایا۔"[36]

شطحات کے معترضین کی آراء

۱) علامہ ابن تیمیہ کا مؤقف

شیخ الاسلام صاحب رابعہ عدویہ کی ایک شطح ذکر کرتے ہیں کہ "رابعة کعبہ کے بارے میں کہتی ہیں کہ" ھذا الصنم المعبود فی الارض! وانه ما ولجه الله و لا خلا منه" یعنی: " یہ ایک معبود جو زمین پر صنم کی

شکل میں ہے، جس میں نہ اللہ نے حلول کیا ہے اور نہ اس سے بیزار ہے۔" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: اس قسم کے قول کو رابعہ عدویہ کی طرف منسوب کرنا سراسر جھوٹ ہے، کیونکہ مسلمان اس بیت اللہ کی عبادت نہیں کرتے بلکہ لوگ طواف اور نماز کی شکل میں اس گھر کی رب کی عبادت کرتے ہیں جس کا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے۔ یہ عبارت کہ "جس میں نہ اللہ نے حلول کیا ہے" تو یہ بات درست ہے البتہ یہ عبارت کہ "و لا خلا منه" اگر مراد حلول اور اتحاد کی لزوم کا ہے تو پھر یہ باطل اور کفر ہے۔اور اس بات کو ملحوظ خیال رکھا جائے کہ بیت اللہ کا دوسرے عام گھروں کی بہ نسبت ایک امتیازی مقام ہے۔[37]

۲) علامہ ابن قیم کا مؤقف

علامہ ابن قیم کے بقول سکر متاخرین کی اصطلاح ہے اور بری اصطلاح ہے سکر کے الفاظ عقلاً اور شرعاً بلکہ عام لوگوں کے نزدیک بھی مذموم معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں بحالت سکر نماز پڑھنے سے منع فرمایا: لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنتُمْ سُكَارَىٰ (43:4) ترجمہ: "نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاو جب تم نشہ میں ہو۔" قراان مجید میں سکر کے لفظ کا استعمال ان قوموں کے لئے بھی ہوا ہے جو اپنی بداعمالیوں اور سیاہ کرتوتوں کی وجہ سے تاریخ میں بدنام ہیں۔ مثلاً حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے متعلق فرمایا: لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ (72:15) ترجمہ: "آپ کی جان کی قسم وہ اپنی مستی میں مدہوش تھے۔"

حدیث میں بھی سکر کا لفظ شراب کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔(كل شراب مسكر فهو حرام) ترجمہ: "ہر پینے والی چیز جو نشہ لائے حرام ہے۔"[38] عام بول چال میں بھی سکر کا استعمال قابل مذمت معنوں میں کیا جاتا ہے۔ مثلاً (فلان اسكره حب الدنيا) یعنی: "فلاں آدمی کو دنیا کی محبت نے مست کر دیا۔" لہٰذا مذموم معنوں میں سکر کے استعمال کو دیکھتے ہوئے سمجھ میں نہیں آتا کہ صوفیاء نے اس کو کس طرح اشرف اور اعلیٰ حال کہا اور اسے وہ معنٰی پہنائے جو قرآن و سنت میں موجود اور سلف صالحین میں معروف نہیں ہیں۔ وہ حال جس میں انسان کی عقل رخصت ہو جاتی ہے۔ اچھے اور برے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے اور انسان کی زبان سے وہ الفاظ نکلتے ہیں اگر ہوش اور حواس کی حالت میں نکلتے تو حدود اور تعزیرات نافذ ہوتی کس طرح افضل اور اشرف حال ہو سکتا ہے؟[39]

۳) ابوالفرج عبدالرحمان ابن جوزی کا مؤقف

ابوالحسن نوری کی "اللہ کی داڑھی" والی شطح پر ابن جوزی ردّ کرتے ہوئے کہا کہ بے علمی نے ان لوگوں کو خبط میں ڈالا اور ان کو اس کی کیا حاجت تھی کہ انہوں نے ملکیت کی صفت کو ذات کی صفت ٹھہرایا۔[40] ابوالحسن نوری کی

اس شطح کہ "" میں خدا کا عاشق ہوں اور خدا مجھ پر عاشق ہے " پر ابن جوزی رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: اس عقیدہ میں تین وجوں سے جہالت ہے:

ا۔اول بحیثیت اسم کہ کیونکہ اہل لغت کے نزدیک عشق فقط اس کے لئے ہوتا ہے جس سے نکاح ہو سکے۔

۲۔دوسرا صفات الٰہی سب منقولہ ہیں لہٰذا اللہ تبارک وتعالیٰ محبت رکھتا ہے یوں نہیں کہہ سکتے کہ عشق رکھتا ہے۔

۳۔تیسرا اس مدعی کو کہاں سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے محبت ہے یہ دعویٰ محض بلا دلیل کے ہے۔[41]

۴) ابن عقیل کا مؤقف

ابن عقیل ابو بکر شبلی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: " وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ " (5:93) ترجمہ: "اے محمد (ﷺ) تم کو خدا اس قدر دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔" خدا کی قسم محمد ﷺ راضی نہ ہوں گے جب تک ایک بھی ان کی امت میں سے دوزخ میں ہوگا۔ پھر شبلی بولے کہ محمد ﷺ اپنی امت کی شفاعت کریں گے اور ان کے بعد میں شفاعت کروں گا۔ یہاں تک کہ دوزخ میں کوئی باقی نہ رہے گا۔

مذکورہ شطح کا ابن عقیل کی طرف سے رد

رسول اللہ ﷺ کی طرف پہلے دعوے کی نسبت کرنا غلط ہے کیونکہ اللہ کے رسول کہ متعلق یہ بات کہنا کہ فاجروں کے عذاب پر بھی راضی نہ ہونگے سراسر غلط ہے اور جہالت پر پیش قدمی ہے اور یہ دعویٰ کرنا کہ وہ خود بھی اہل شفاعت ہے۔ سب کی شفاعت کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ کی شفاعت سے اپنی شفاعت کو بڑھانا کفر ہے۔ پھر اس شخص کی نسبت بھلا کیا کہا جائے جو اپنے آپ کو یہ خیال کرتا ہے کہ مقام محمود سے بڑھ کر اس کو مقام ملے گا اور وہ مقام شفاعت ہے۔[42]

خلاصۃ البحث

1) صوفی عشق الٰہی میں وہ اتنے مغلوب ہو جاتے ہیں کہ اگر مجذوب بن کر حالت وجد و مستی میں ان سے کوئی بات یا شطح نکل جائے تو وہ قابل معافی سمجھی جائے اگرچہ ان کی یہ باتیں تصوف اسلامی کا نمونہ نہیں ہے اصل قدوۃ اور نمونہ محققینِ سلف اور صوفیائے کاملین ہی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ عوام الناس شریعت محمدیۃ علی صاحبھا الصلاۃ والسلام کی اتباع کی مکلّف ہے اس لئے کسی عارف کے منہ سے حالت سُکر میں نکلنے والے جملوں، جو بظاہر شریعت کے تابع نظر نہ آئیں، کی اتّباع ہر گز نہ کریں۔

2) جب صوفی عارف کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے تو وہ حق کا مشاہدہ کرتا ہے اور جب وہ حق کا مشاہدہ کر رہا ہوتا ہے تو تمام شواہد فنا ہو جاتے ہیں اور حواس کام چھوڑ دیتے ہیں۔[43] اس لئے شیخ عبد القادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ: اگر یہ کلمات صوفی سے حالت صحو میں ادا ہو جائیں تو وہ شیطان کی طرف سے ہے اور اگر بے ہوشی میں نکلیں تو اس پر کوئی حکم نہیں لگ سکتا۔[44] اس لے لاشعوری شطحات کے لئے ایک قوی اور لازمی عنصر ہے۔ اس طرح نصیر الدین طوسی بھی فرماتے ہیں: ''کسی بھی عارف نے الوہیت کا دعوی نہیں کیا، بلکہ انہوں نے اپنی'' انیّیت'' کی نفی کی تھی تاکہ مطلق کی اثبات اور اس کے غیر کی نفی ہو۔''

3) اور ایسی شطحات جو جنت اور جہنم کے بارے میں کی جائیں، جنت سے بے رغبتی اور جہنم سے نڈری یہ جہالت کی باتیں ہیں، جنت صرف ماکولات اور مشروبات کی جگہ نہیں بلکہ یہ تو رب ذوالجلال کی رضا اور اس کے دیدار وملاقات کا مقام اور ٹھکانہ ہے۔

4) کفر کا فتوی لگانے میں احتیاط کرنی چاہئے کیونکہ لغت کے اعتبار سے کسی بات کے دو معنی بھی ہو سکتے ہیں، اس لئے اگر کسی نے ارادۃً اپنی بات کو الوہیت کا جامہ پہنایا تو یہ لامحالہ کفر ہے لیکن اگر کسی سے بے خودی میں اس طرح الفاظ نکل آئے تو کفر کے فتوی میں لازمی احتیاط برتنی چاہئے۔ ایک مصری محقق ڈاکٹر سامی النشار کہتے ہیں کہ منصور حلاج کو ''انا الحق'' کے نعرہ پر تختہ دار نہیں لٹکایا گیا تھا بلکہ جب اس نے لوگوں کو ''حج بالھمۃ'' یعنی مکہ مکرمہ جانے کی بجائے گھر بیٹھ کر حج کرنے کی دعوت دی اور اس پر مستزاد یہ کہ اس نے اپنے گھر میں کعبہ بنایا اور لوگوں کو اس کی طرف بلایا تب اسے قتل کرنے کا فتوی دیا گیا، اس بات کی دلیل اس نے ابن عربی کے چند اشعار سے دیئے ہیں۔[45]

5) اسی طرح بات کے مفہوم اور مقصود کو بھی مدّنظر رکھ کر حکم صادر کیا جائے، جس طرح ابوالیزید البسطامی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ایک دن کسی نے ان کے دروازہ پر دستک دی تو آپ نے پوچھا کون اور کیا چاہئے؟ تو اس نے کہا ابوالیزید موجود ہے؟ ابوالیزید نے کہا وہ ادھر نہیں ہے میں خود اس کو ڈھونڈ رہا ہوں۔ مقصد یہ تھا کہ ابوالیزید نے ''انّیت غیر'' کی نفی کی تھی اور تصوف میں جو مقام فنا ہے اس میں فنا ہونے کی طرف اشارہ کیا ہوگا، سوال کرنے والے نے اس کو دیوانہ سمجھا۔[46]

6) ابن عربی بھی ان شطحات کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس کے مقصد کو مدّنظر رکھا جائے نہ کہ الفاظ کو، کہتے ہیں کہ: " فان مذهبی فی کل ما اورده ، اننی لا اقصد لفظة بعینها دون غیرها، مما یدل علی

معناها الا لمعنى، ولا ازيد حرفا الا لمعنى، فما فى كلامى بالنظر الى قصدى حشو، وان تخيله الناظر، فالخلط عنده فى قصدى، لا عندى"[47] یعنی: "مقصد یہ ہے کہ " مجھ سے جو الفاظ نکلتے ہیں اس لفظ کا بعینہٖ معنی میرا مقصد نہیں ہوتا، اور نہ ہی میں اس میں کسی حرف کا اضافہ کرتا ہوں، نہ میں کوئی بے مقصد بات کرتا ہوں۔ اگرچہ وہ دیکھنے اور سننے والے کے خیال سے مطابقت نہ رکھتا ہو، لیکن میرے مقصد کو غلط پیش کرنا میری طرف سے نہیں بلکہ دوسروں کی طرف سے ہے۔

*****

References

1. Sirāj al-Dīn, al-Ṭūsī, *al-Lum'a* (Lahore: Islamic Book Foundation, 1986) , 624.
سراج الدین، الطوسی، اللمع (لاہور: اسلامک بک فاؤنڈیشن، 1986ء)، 624۔

2.Ibid, 625.
ایضاً، 625۔

3. Al-Jurjānī, *T'rīfāt,* Shatḥ (Karachi: Maktaba al-Bushrā,1986) , 132.
الجرجانی، تعریفات۔مادۃ شطح (کراچی: مکتبۃ البشری، 1984ء)، 132۔

4. Abd al-Raḥmān, Badawī, *Shaṭaḥāt al-Ṣufiyya,* (Kuwait: Wikala al-Maṭbū'āt, 1978) ,17.
عبدالرحمان، بدوی، شطحات الصوفیۃ، ط3 (الکویت: وکالۃ المطبوعات، 1978ء)، 17۔

5. Al-Ṭūsī, *al-Lum'a,* 375.
الطوسی، اللمع، 375۔

6. Badawī, *Shaṭaḥāt al-Ṣufiyya,* 39
بدوی، شطحات الصوفیۃ، 39۔

7. Badawī, Shaṭaḥāt al-Ṣufiyya, 102; Talbīs Iblīs, 344.
بدوی، شطحات الصوفیۃ، 102؛ الجوزی، تلبیس ابلیس، 344۔

8. Sirāj al-Ṭūsī, *al-Lum'a,* 461.
الطوسی، اللمع، 461۔

9. Farīd al-Din 'Aṭṭār, *Tadhkira al-Awliyā* (Lahore: al-Fārūq Book Foundation, 1986), 230.
فریدالدین، عطّار، تذکرۃ الاولیاء (لاہور: الفاروق بک فاؤنڈیشن، 1984ء)، 230۔

10. Sirāj al-Ṭūsī, *al-Lum'a,* 492.
الطوسی، اللمع، 492۔

11.Ibid.
ایضاً۔

12. Ibid, 405.
ایضاً، 405۔

13. Aṭṭār, *Tadhkira al-Awliyā,* 230.

عطّار، تذکرۃ الاولیآء، 230۔

14. Nūrī, *Sirāj al-Ṭūsī*, 405.

نوری، سراج العوارف، 104۔

15. Al-Ṭūsī, *al-Lum'a*, 405.

الطوسی، اللّمع، 405۔

16. Ali al-Harwi, *Rishahat fi Ain al-Hayat* (Turkish: Islamic Library, 1984), 186.

علی الهروی، رشحات فی عین الحیاۃ (ترکی: المکتبۃ الاسلامیۃ، 1984ء)، 186۔

17. Abd al-Raḥmān, al-Jawzī, *Talbīs Iblīs*, (Karachi: Mir Mohammad kutub khan, 1971) , 410.

عبدالرحمان، الجوزی، تلبیس ابلیس (کراچی: میر محمد کتب خانہ، 1971ء)، 410۔

18. Al-Ṭūsī, *al-Lum'a*, 461; Al-Jawzī, *Talbīs Iblīs*, 344.

الطوسی، اللّمع، 461؛ الجوزی، تلبیس ابلیس، 344۔

19. Al-Ṭūsī, *al-Lum'a*, 637.

الطوسی، اللّمع، 637۔

20. Al-Ṭūsī, *al-Lum'a*, 670.

الطوسی، اللّمع، 670۔

21. Aṭṭār, *Tadhkira al-Awliyā*, 230.

عطّار، تذکرۃ الاولیآء، 230۔

22.Ibid.

ایضاً۔

23. Ghulām Qādir, Lone, *Muṭāli'a Taṣawwuf* (Lahore: Dost associates, 2016) , 89.

ڈاکٹر غلام قادر، لون، مطالعہ تصوف (لاہور: دوست ایسوسی ایٹس، 2016ء)، 89۔

24. Al-Ṭūsī, *al-Lum'a*, 32.

الطوسی، اللّمع، 32۔

25. Al-Ghazālī, *Risāla M'rāj al-Sālikīn* (Cairo: Darusaqafa AlArabia, 1960) , 72.

الغزالی، رسالۃ معراج السالکین (قاہرہ: دار الثقافۃ العربیۃ، 1960)، 72۔

26. Al-Ghazālī, *Mishkatul Anwar*, (Berut: Aalamul kitab,1986) , 57; Ghulām Qādir Lone, *Muṭāli'a Taṣawwuf*, 441.

الغزالی، مشکاۃ الانوار (بیروت: عالم الکتاب، 1986)، 57؛ ڈاکٹر غلام قادر لون، مطالعہ تصوف، 441۔

27. Abd al-Karīm, Qushayrī, *al-Risāla al-Qushayriya* (Lahore: maktaba A'la Hadhrat, 2009) , 72

عبدالکریم، قشیری، الرسالۃ القشیریۃ (لاہور: مکتبہ اعلی حضرت، 2009)، 72۔

28. Ibn Khaldūn, *Ta'rīkh*, vol... . . 1 (nd: Dār al Kutub al-Lubnānī, 1967) ,881.

ابن خلدون، تاریخ، ج1، ط3 (شہر ندارد: دار الکتاب اللبنانی، 1967ء)، 881۔

29. Shah Turāb al-Ḥaq, Qādrī, *Taṣawwuf wa Ṭarīqat* (Lahore: Zāwiya Publishers, 2010) , 230 ; Quoted from Alsheikh Altabarsi,, Tafsir Majma 'al-Bayan, vol. 7 (Beirut: Dar al-Murtada, 2006), 433.

شاہ تراب الحق، قادری، تصوف و طریقت (لاہور: زاویہ پبلیشرز، 2010ء)، 230، منقول از: الشیخ الطبرسی، تفسیر مجمع البیان، ج7 (بیروت: دار المرتضی، 2006)، 433۔

30. Ḥaydar al-Āmilī, *Asrār al-Shariah*, Muqaddima wa Taṣḥīḥ Muḥammad Khawajwī (Tehran: Mu'assasa Muṭāli'āt Firhangī, 1983) , 213.

حیدر الآملی، اسرار الشریعۃ، مقدمۃ و تصحیح محمد خواجوی (تہران: مؤسسۃ مطالعات و تحقیقات فرہنگی، 1983ء)، 213۔

31. Lone, *Muṭāli'a Taṣawwuf*, 439.

ڈاکٹر غلام قادر لون، مطالعہ تصوف، 439۔

32. Imam Muslim b. Hajjaj al-Qasiri, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Kitāb al-Tawba, Chapter: Alhuz-e-ala-Al-Tawba wa al-Farh-e-Beha, Hadith:2474, 64-64.

امام مسلم بن حجّاج القشیری، صحیح مسلم، کتاب التوبہ، باب فی الحض علی التوبۃ والفرح بہا، حدیث نمبر:2474، 63-64۔

33. Ibid, 12-15.

صحیح مسلم، کتاب الاقضیہ، باب بیان اجر الحاکم إذا اجتہد فأصاب او اخطأ، 12-15۔

34. Nurī, *Sirāj al-Awārif,* 106-107.

نوری، سراج العوارف، 106۔107۔

35. Badawī, *Shaṭaḥāt al-Ṣufiya*, 9.

بدوی، شطحات الصوفیۃ، 9۔

36.Ibid.

ایضا۔

37. Ibn Taimiyya, *Majmū'a al-Rasā'il wa al-Masā'il*, vol... ..1 (Beirut: Daral-Fikr, 2006, 22,81.

ابن تیمیہ، مجموعۃ الرسائل والمسائل، ج1 (بیروت :دارالفکر، 2006ء)، 66-81۔

38. *Sunan al-Tirmidḥī*, Kitāb al-Ashriba, (Beirut: Daral-Fikr, 1403AH) ,Hadees1863.

محمد ابن عیسی، الترمذی، سنن الترمذی، کتاب الاسربہ (بیروت: دارالفکر، 1403ھ)، حدیث نمبر 1863۔

39. Lone, *Muṭāli'a Taṣawwuf,* 443.

لون، مطالعہ تصوف، 443۔

40.Al-Jawzī, *Talbīs Iblīs*, 412.

الجوزی، تلبیس ابلیس، 412۔

41.Ibid, 235-236.

ایضاً، 235-236۔

42.Ibid, 416-417.

ایضاً، 416-417۔

43. Al-Kalābāzī, *al-T'arruf li Maḍhab ahl al-Tasawwuf*, 104.

الکلاباذی، التعرف لمذھب اھل التصوف، 104۔

44. Badawī, *Shaṭaḥāt al Ṣūfiya*, 17.

بدوی، شطحات الصوفیۃ، 17۔

45. Sāmī al-Nasshār, *Nash'at al-Fikr al-Falsafī fī al-Islām* (Cairo: dār al-Ma'ārif, 1990) ,203.

سامی النشار، نشأۃ الفکر الفلسفی فی الاسلام، ج2، (القاہرۃ: دار المعارف، 1990ء)، 203۔

46. Ibn 'Aṭā' Allah, al-Iskandarī, *Īqāz al-Himam*, vol... . . 1, 61.

ابن عطاء اللہ، اسکندری، ایقاظ الھمم، ج1، 61۔

47. Ibn 'Arabī, *Shaqq al-Jīb bi 'Ilm al-Ghayb*, (nd: Mu'assasa Intishār al-'Arabī, nd) , 339.

ابن عربی، شق الجیب بعلم الغیب (شہر ندارد: مؤسسۃ انتشار العربی، سن ندارد)، 339۔